تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

ہفت روزہ
ندائے خلافت

جلد نمبر4 شمارہ نمبر18   26 اپریل تا 2 مئی 95ء 27 ذوالقعدہ تا 3 ذوالحجہ 1415ھ   قیمت فی پرچہ : ایک روپیہ

نیو ورلڈ آرڈر کا اصل خالق یہودی درندہ ہے، دُنیا کی واحد سپریم طاقت امریکہ جس کی آلہ کار بن چکی ہے۔

امریکہ کے وفادار عرب ممالک نئے اسرائیل کی شکل اختیار کر چکے ہیں پاکستان امریکہ کا پٹھو بن کر تیسرا اسرائیل بننے والا ہے ڈاکٹر اسرار احمد

لاہور (پ ر) ۲۱ اپریل۔ پاکستان اندرونی اور بیرونی طور پر سخت مشکلات سے دوچار ہے اور حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ایران اور چین جیسے قریبی اور دوست ممالک سے دور ہو رہا ہے۔ ایران کے صدر کی جانب سے بھارت' ایران اور چین پر مشتمل بلاک کے قیام کی تجویز جس کا واضح ثبوت ہے۔ قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ پاکستان امریکہ کا آلہ کار بن کر ایران کے گھیراؤ میں شامل ہوا تو اسے زبردست خانہ جنگی کا سامنا کرنا پڑے گا جس سے پاکستان دوسرا لبنان بن جائے گا۔ امریکہ کی اب کشمیر کی آزاد ریاست کے قیام یا پاکستان سے کراچی کی علیحدگی میں کوئی زیادہ دلچسپی باقی نہیں رہی کہ اس وقت پورا پاکستان ہی امریکہ کی جھولی میں گر چکا ہے۔

انہوں نے کہا اس وقت دنیا میں دو اسرائیل قائم ہو چکے ہیں جن میں سے ایک یہودی اسرائیل اور دوسرا "عربی اسرائیل" ہے۔ امریکہ کے وفادار عرب ممالک نئے اسرائیل کی شکل اختیار کر چکے ہیں جب کہ پاکستان امریکہ کا پٹھو بن کر تیسرا اسرائیل بننے والا ہے۔ امریکہ چکوال میں قائم سیمسک سنٹر کے ذریعے پاکستان سمیت چین اور علاقے کے دیگر ممالک کی ایٹمی سرگرمیاں مانیٹر کرے گا۔ امریکہ خود یہودیوں کا آلہ کار ہے اور وہ ان کی قابل اعتماد سواری بن چکا ہے۔ امریکہ اگرچہ دنیا کی واحد عالمی طاقت کہلاتا ہے مگر وہ دنیا کا سب سے بڑا مقروض ملک ہے جسے یہودی بینکار و سرمایہ دار جب چاہیں تباہی سے دوچار کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا نیو ورلڈ آرڈر کا اصل خالق یہودی درندہ ہے جس کا مقابلہ آخری چٹان کی حیثیت سے ایران' پاکستان' افغانستان اور ترکستان پر مشتمل بلاک ہی کر سکتا ہے۔

ملکی صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا حالات کی سنگینی اب تو اندھوں کو بھی نظر آرہی ہے۔ سندھ میں علیحدگی پسندی کی تحریکیں اس وقت اگرچہ ظاہری طور پر دبی ہوئی نظر آتی ہیں مگر عملاً وہ پوری طرح موجود ہیں اور پیپلز پارٹی کی صوبائی اور مرکزی حکومت سندھیوں کے مقاصد کو پورا کر رہی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا پاکستان کا قیام اگر کوئی جرم تھا تو اس کا خمیازہ اہل سندھ خصوصاً کراچی کے لوگوں کو سب سے پہلے بھگتنا ہو گا' جن کی واضح حمایت و تائید پاکستان کے قیام کے حق میں تھی۔ موجودہ تباہی و فساد کی بنیادی وجہ قیام پاکستان کے مقاصد سے انحراف ہے جس کی سزا سے ہم دو چار ہیں۔

اجمل خٹک کی طرف سے پختونستان کے مطالبے کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ یہ نعرہ "باسی کڑی" میں ابال کے مترادف ہے۔ اجمل خٹک جس پختونستان کی بات کر رہے ہیں وہ پاکستان کا حصہ نہیں ہو گا۔ انہوں نے کہا اقوام متحدہ کے نمائندے محمود مستری ظاہر شاہ کے حامیوں کو اقتدار میں لانا چاہتے ہیں۔ اس منصوبے میں ناکامی کے بعد افغانستان کو تقسیم کرنے کی سازش کی جائے گی۔ جس سے آزاد پختونستان کے قیام کی راہ ہموار ہو جائے گی' جس کا راگ اجمل خٹک الاپ رہے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے اس مطالبے کو دہراتے ہوئے کہا کہ ملک کی سلامتی کیلئے نئے صوبوں کا قیام ناگزیر ہے۔ بلوچستان کے نام سے ایک صوبہ موجود ہے اس طرح پختون لوگوں کیلئے پختونستان کے نام سے نئے صوبے کا مطالبہ نہ کفر ہے اور نہ جرم۔ سندھ سمیت پنجاب کے نئے صوبوں کی تشکیل بھی ضروری ہے۔

جب تک ملک سے فیوڈل سسٹم کی لعنت ختم نہیں ہو جاتی' یہاں کوئی خیر وجود میں نہیں آسکتا

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ سے ملکی اور بین الاقوامی صورت حال کے حوالے سے روزنامہ خبریں نے تفصیلی انٹرویو لیا جو ۷ر اپریل کی اشاعت میں شائع ہوا جسے روزنامہ خبریں کے شکریے کے ساتھ ندائے خلافت کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

خبریں : ڈاکٹر صاحب! ہمارے مذہب میں دہشت گردی کا جو عنصر شامل ہو گیا ہے' اس پر کچھ روشنی ڈالیں کہ ایسا کیوں ہوا۔ کون عناصر اس کے ذمہ دار ہیں اور پھر یہ کہ آپ کے نزدیک اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟

جواب : اس سوال پر مجھے وسیع تر تناظر میں گفتگو کرنا پڑے گی۔ اس وقت دنیا میں احیائے اسلام کی جو تحریکیں چل رہی ہیں' یہ ایک بہت ہی حقیقی Phenomenon ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے اندر اسلام کی طرف رجوع کرنے کا جذبہ موجود ہے۔ احیائے اسلام' خلافت کے نظام کو دوبارہ لانا اور اسلامی ریاست کا قیام ایک مقصد کے طور پر لوگوں کے سامنے آچکا ہے۔ لیکن اس کے لئے جو طریقہ کار ہے' اس تک لوگوں کے ذہن نہیں پہنچ پائے اور انہوں نے مقصد حاصل کرنے کی خاطر انتخابات کی راہ اپنائی جو کہ خالصتاً مغربی اصول ہے' مگر وہ بھول گئے کہ ملک کے اندر پہلے سے جو Political Socio Economic سسٹم پایا جاتا ہے' اس کے تحت Power Basis بنے ہوتے ہیں اور الیکشن میں لامحالہ وہی Power Basis ظاہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اس راستہ سے نظام میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی۔ اس کے تحت تو وہی لوگ آئیں گے' جن کے مغربی مفادات ہیں' لیکن الیکشن کے ذریعے سے نظام کے اندر کوئی بنیادی تبدیلی ممکن نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت بہت سے عرب ممالک خصوصاً جہاں آمرانہ حکومتیں قائم ہیں' وہاں بھی یہ سیاسی نظام چلنے کا امکان نہیں۔ ان حالات میں لوگوں کو جو راستہ نظر آ رہا ہے' وہ وہی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا' یعنی گوریلا وار اور دہشت گردی کے ذریعے اپنے آپ کو مضبوط کرنا اس لئے چار و ناچار لوگ اس جانب جا رہے ہیں۔

ایک تو یہ مسئلہ ہے جو اس وقت عالمی سطح پر اٹھ کھڑا ہوا ہے اور اسلامی تحریکوں کو دہشت گردی کی طرف لے کر جا رہا ہے' باقی جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو یہاں معاملہ اس سے بھی زیادہ گھمبیر ہے۔ میرے خیال میں پاکستان میں ابھی تک کسی بھی دینی

ملک کی فوج کے خلاف دهشت گردی کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

احیائی تحریک نے دہشت گردی کا راستہ اختیار نہیں کیا' جسے میں غنیمت سمجھتا ہوں۔ اس وقت ہمیں دہشت گردی کی جو صورت نظر آ رہی ہے یہ ایک طرح سے ہندوستان کی طرف سے جوابی رد عمل ہے۔ بھارت کے بقول کشمیر میں ہم اس کے ساتھ جو کر رہے ہیں' بھارت دہشت گردی کے ذریعے اس کا بدلہ چکا رہا ہے۔ یہ اس کا فطری رد عمل ہے کہ وہ ہمیں غیر مستحکم کرے' تاکہ جو کشمیری مجاہدین ہیں انہیں مدد نہ مل سکے اور انہیں وہ اپنی بھرپور قوت کے ساتھ کچل سکے۔ اس حوالے سے میں یہی کہوں گا کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے پیچھے بھارتی ہاتھ ہے۔

خبریں : اس وقت سندھ اور بالخصوص کراچی کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے' کیا اس کے پیچھے بھی بھارتی Element ہے؟

جواب : میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ یقیناً دہشت گردی کا دوسرا عنصر صوبہ سندھ میں مہاجر برادری ہے۔ اس کے اندر طویل عرصہ کے Process کی وجہ سے احساس محرومی پیدا ہو گیا ہے اور احساس محرومی کے اس جذبے نے پہلے تو ایم کیو ایم کی شکل اختیار کی اور پھر اس میں دھڑے بندیاں ہو گئیں۔ خود ہماری حکومتوں نے ان چیزوں سے فائدے اٹھائے اور ایسے عناصر کو اپنے مفاد کی خاطر استعمال کرنے کی کوشش کی جیسا کہ آپ کو یاد ہو گا کسی زمانے میں ہندوستان میں اکالیوں کا راستہ روکنے کے لئے اندرا گاندھی نے بھنڈرانوالہ سنت کو سپورٹ دی مگر وہی اس کے گلے کا ہار بن گیا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ بھنڈرانوالہ' اندرا گاندھی کو بھی لے بیٹھا اور سکھ برادری کو مستقل طور پر ہندوستان کے مرکزی دھارے سے علیحدہ کرنے کا سبب بن گیا۔

یہاں سندھ میں بھی یہی کچھ ہوا۔ مثلاً کراچی کی بلدیہ پر جماعت اسلامی کا جو اقتدار تھا اس کی گرفت کو کمزور کرنے کے لئے جنرل ضیاء الحق یا اور کسی نے کیا کچھ کیا' وہ الگ بات ہے لیکن یہ کہ ایسی سپورٹ ضرور دی گئی' جس سے ایم کیو ایم وجود میں آئی۔ اب ایم کیو ایم بذات خود بہت بڑا مسئلہ بن گئی ہے حتیٰ کہ خود ایم کیو ایم کے اندر دھڑے بندیاں اور اختلافات ہیں۔

سود حرام ہے اور بینک حرام کاری کے اڈے ہیں

خبریں : ہمارے بعض مذہبی لیڈروں کا خیال ہے کہ بیرونی دنیا میں کچھ ایسی طاقتیں موجود ہیں جو اسلام کو بدنام کرنے اور مذہبی قوتوں میں فساد کروانے کے لئے یہ دہشت گردی کروا رہی ہیں' اگر یہ خدشہ درست ہے تو آپ کے نزدیک اس کا کیا حل ہے؟

جواب : میرے نزدیک اس کا اولین حل یہ ہے کہ اسلامی نظام کے قیام کے صحیح طریقے کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ میں بھی یہ کام اپنی محدود صلاحیت کے مطابق کر رہا ہوں' میرا امریکہ جانا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ امریکہ Nerve سینٹر بن چکا ہے۔ ہر ملک کے مہاجر وہاں آ چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ بنیادی طور پر Emigrants کا ملک بن چکا ہے۔ دنیا میں اس وقت جتنی بھی اور جس قسم کی بھی تحریکیں چل رہی ہیں انہیں امریکہ کی طرف سے ہی ساری غذا پہنچ رہی ہے۔ مالی اور اخلاقی ہر طرح کی امداد' امریکہ ہی انہیں دے رہا ہے۔ اس حوالے سے بھی امریکہ جا کر میں نے دہشت گردی کے خلاف بات کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح سیاسی عمل کے ذریعے کبھی انقلاب نہیں آیا' اسی طرح دہشت گردی سے بھی کچھ نہیں ہو گا۔ دہشت گردی صرف قابض فوجوں کے خلاف استعمال ہوتی ہے۔ جیسا کہ الجزائر میں ہوئی تھی۔ فرانس کی فوج کے خلاف دہشت گردی اور بغاوت ہوئی' جو کامیاب رہی۔ امریکہ کے خلاف ویت نام کی جدوجہد بھی اسی وجہ سے کامیاب ہوئی تھی دہشت گردی یا گوریلا وار قابض فوجوں کے خلاف کامیاب ہوتی ہے' جبکہ قومی افواج کے خلاف دہشت گردی کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس کے بجائے سیرت نبویؐ کے حوالے سے ہمیں کام کرنا ہو گا۔ اس موضوع پر میں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

باقی صفحہ 4

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

اداریہ

ہم کہاں کھڑے ہیں

جنرل (ریٹائرڈ) محمد حسین انصاری

کرہ ارض قدرت کی کائنات کا ایک حصہ ہے اور انسان کرہ ارض پر قائم پورے نظام کا مرکزی کردار۔ چونکہ کرہ ارض کا نظام مکمل' جامع' مربوط اور اٹل اصولوں پر قائم ہے اور چونکہ اس کار نظام کے حقائق کو جاننے اور سمجھنے کیلئے علم درکار تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے علم کی صلاحیت انسان کی جبلت میں رکھ دی جو درحقیقت شرف انسانیت کی بنا ہے۔ یہ ایسی عطائے رب جلیل ہے جو کسی اور مخلوق کو نصیب نہ ہوئی۔ اسے بروئے کار لانے کی ترغیب کیلئے اور انسان کی کاوش کو صحیح خطوط پر دائم رکھنے کیلئے انسان کو ہر زمانے کے اعتبار سے الہامی ہدایات (guide books) موصول ہوتی رہیں جو اب آخری کتاب قرآن مجید کی صورت میں دنیا میں موجود ہے۔ آنے والے زمانے میں سائنس کی ممکنہ ہوشربا یافت کے پیش نظر قرآن کا اسلوب آغاز سے ہی مفصل ومدلل رہا۔ قرآن نے انسان کو تصورات کی دنیا سے نکال کر مشاہدات کی تمنا سے روشناس کرایا اور اندھی تقلید کی بجائے غور وفکر کی دعوت دی۔ قرآن مجید میں چودہ مختلف مقامات پر تدبر وتفکر کی نصیحت کی گئی ہے۔ کہیں زمین وآسمان کے نظام کو سمجھنے کیلئے' کہیں گزری ہوئی قوموں کے حالات سے عبرت پکڑنے کیلئے' اور کہیں ذمہ داری کے مقابلہ میں اپنے اعمال کے محاسبہ کیلئے۔ تو آیئے اس ضمن میں سنجیدگی اور خلوص نیت سے جائزہ لیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ داخلی صورت حال کی تفصیل میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ یہ تو ہمارے اذہان پر نقش ہے۔ اس کی توضیحات جو چاہے کوئی کرے مگر حقائق سے ہر شخص بخوبی باخبر ہے۔ پاکستانی قوم ایسی بدترین بحرانی کیفیت میں گرفتار ہے کہ اس سے بچ نکلنے کی بظاہر کوئی آسان تدبیر سمجھ نہیں آتی۔ گروہی تعصبات نے ہمیں اندھا کر دیا ہے۔ نفسا نفسی کے عالم نے تمام تہذیبی اقدار ہم سے چھین لی ہیں۔ چھینا جھپٹی اب ہمارا چلن بن چکا ہے۔ بعض لوگ اقتدار کے سایہ تلے' بعض مخالفت کی تڑی کے ذریعے' اور بعض محرومی کی مجبوریوں میں' کھلم کھلا لوٹ مار کر رہے ہیں۔ کوئی کسی کا نہیں رہا۔ ہر شخص صرف اپنے لئے ہے۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی جانب سے ایک دوسرے کے خلاف کی جانے والی تنقید کو یکجا کیا جائے تو شریف آدمی کہیں دکھائی نہیں دیتا جس طرح مختلف دینی مسالک کی جانب سے ایک دوسرے پر گمراہی کے دلائل کو جمع کیا جائے تو وطن عزیز میں کوئی مسلمان نہیں بچتا۔ ایسے میں اگر ہماری ہوا نہ اکھڑے گی تو اور کیا ہو گا۔ کاش آج کے تنگ دین مسلمان کو اللہ کے کہے پر یقین آجائے (القرآن' سورہ نساء' آیت ۸۷)۔ ارشاد ہوا "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہارے ہوا اکھڑ جائے گی" (سورہ انفال' آیت ۴۶)۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پاداش میں ہماری ہوا ایسی اکھڑی کہ دوستوں نے بھی منہ پھیرلیا۔ ایک وقت تھا کہ پاکستان کو چین کی دوستی پہ عملاً ناز تھا۔ رہبران قوم اس دوستی کو کوہ ہمالیہ سے بلند تر اور مضبوط تر کہتے تھے۔ ہمیں اپنے ایک آڑے وقت میں چین کی جانب سے بھارت کو بھیڑیں واپس کر دینے کا ذلیل کن الٹی میٹم یاد ہے' بالکل اسی طرح جیسے پیپلز پارٹی کی پہلی حکومت کے دوران ایک معزز شہری کے خلاف بھینس چوری کرنے کے الزام میں ایف آئی آر درج ہوئی تھی۔ آج پاک چین دوستی میں وہ گرم جوشی دکھائی نہیں دیتی بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ یہ تعلقات اب سرد مہری کا شکار ہیں تو مبالغہ نہ ہو گا۔ ایسی ہی صورت حال ایران سے ہمارے تعلقات کی ہے۔ ۱۹۶۵ میں پاک بھارت جنگ کے دوران دفاعی ضروریات کے ضمن میں ایران کی غیر مشروط امداد (blank cheque) کسے یاد نہ ہوگی۔ اخوت کے اس عملی مظاہرے کا موازنہ ایران کے صدر کے حالیہ دورہ بھارت کے دوران بیانات سے کیا جائے تو شدید پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ ذہن میں یہ سوال بار بار ابھرتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا ہے۔ ہم گھر کے رہے نہ باہر کے۔ نہ گھر میں عزت نہ باہر وقار۔ ہم سب کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ انفرادیت سے بالاتر ہو کر اجتماعی سوچ اپنانے کی ضرورت ہے۔ منافقت اور بزدلی سے تائب ہو کر سچائی اور مردانگی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے ہر شخص اگر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل پیرا ہو جائے کہ "دوسروں کی دشمنی تمہیں اس حد تک نہ لے جائے کہ تم ناانصافی پہ اتر آؤ۔ عدل سے کام لو۔ یہی پرہیزگاری ہے" (سورہ مائدہ' آیت ۸) تو شاید اب بھی بگڑی بن جائے۔

حلقہ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام عشرہ دعوت کے دوران فیصل چوک مال روڈ پر پانچ روزہ احتجاجی کیمپ کا پہلا دن

احتجاجی کیمپ کی روداد

(وقائع نگار) ملک پاکستان جو عطیہ خداوندی تھا' مسلمانان برصغیر پاک وہند کے لئے کہ جس کے حصول کی خاطر لاکھوں فرزندان توحید نے اپنی جانوں' عزتوں اور گھروں کی قربانیاں دیں تھیں لیکن آج یہی پاکستان کفر وشرک پر مبنی نظام کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے اور جس کے اندھیاروں میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ اسی بد قسمت اور اندھیری رتوں میں تنظیم اسلامی پاکستان توحیدی اور مصطفوی نظام کی داعی بن کر اس کی روشنی کو چار دانگ عالم میں پھیلانے کے لئے کوشاں ہے۔

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام لاہور شہر میں عشرہ دعوت ۲۲ تا یکم مئی منایا جا رہا ہے۔ اس دس روزہ پروگرام میں ظالمانہ نظام کے خلاف پنجاب اسمبلی کے سامنے پانچ روزہ "احتجاجی کیمپ" جسے دعوتی کیمپ کہنا ہی زیادہ مناسب ہے' منعقد کیا گیا جس میں لاہور کے رفقاء نے بہت ہی جوش وخروش کا مظاہرہ کیا۔ رفقاء تنظیم احتجاجی کیمپ میں بینرز اور ٹی بورڈز کے ذریعے لوگوں تک اسلام کا انقلابی پیغام پہنچاتے رہے۔

☆ اسلامی مملکت میں سودی لین دین اللہ اور رسول کے خلاف اعلان جنگ ہے
☆ ملکی نظام اور قانون دونوں پر قرآن وسنت کی غیر مشروط بالادستی نافذ کی جائے
☆ سودی نظام سرمایہ داری کا محافظ اور غریب عوام کا قاتل ہے
☆ پاکستان کی بقا اور استحکام صرف اور صرف اسلام سے وابستہ ہے
☆ بے حیائی اور بے پردگی عورت کی تذلیل پردہ اور شرم وحیا عورت کی تکریم
☆ مسلمانوں اگر تم مومن ہو گے تو تم ہی غلبہ پاؤ گے

کیمپ میں ساتھیوں کے جوش وجذبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب چند مٹھی بھر خواتین نے کیمپ کے سامنے آکر اسلام اور شریعت سے آزادی کے نعرے لگائے اور پاکستان میں اسلام کے لئے کوشاں لوگوں کے خلاف نعرہ بازی کی تو شمع توحید ورسالت کے پروانوں نے ذکر الٰہی شروع کر دیا اور ان مغرب زدہ خواتین نے جواباً کورس کی شکل میں نعرہ بازی شروع کر دی۔

اس کیمپ کے ناظم جناب نعیم اختر عدنان اور حلقہ لاہور کے ناظم جناب اشرف وصی نے نوجوان مقرر مرزا ندیم بیگ کو خطاب کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں لوگوں پر واضح کیا کہ پاکستان اسلام کے لئے حاصل کیا گیا تھا اور اسلام ہی اس ملک کی بقاء کا ضامن ہے اس ملک میں چند مغرب زدہ خواتین وہ نظام لانا چاہتی ہیں جو بے پردگی' بے حیائی اور فحاشی پر مبنی ہے یہ نادان خواتین اس نظام کے نقصانات کو امریکی معاشرے میں دیکھ سکتی ہیں کہ جہاں پر پرائمری سکول کی بچی بھی ناجائز بچے کی ماں ہوتی ہے۔ جب کہ اسلام عورت کی عفت وعصمت کا رکھوالا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس ملک میں جہاں توہین ناموس رسالت پر کوئی سزا نہ دی جائے یہ مسلمانوں کے لئے باعث شرم ہے جب کہ قرآن ایمان والوں کو کہتا ہے کہ اپنی آوازوں کو بھی نبی کی آواز کے مقابلے میں پست رکھو۔ اس دوران ساتھیوں کا جوش وجذبہ دیدنی تھا۔ لوگوں کی کثیر تعداد نے بھی اس خطاب کو سنا۔

اس کیمپ کے انعقاد میں خصوصی محنت اور لگن کا جو مظاہرہ نوجوان ساتھی نعیم اختر عدنان اور ناظم لاہور محمد اشرف وصی صاحب نے کیا ہم سب کے لئے قابل تقلید ہے۔

خلقہ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام عشرہ دعوت کے تحت جلسہ ہائے عام کا نظام الاوقات

تنظیم اسلامی لاہور غربی

25راپریل	بروز منگل بعد نماز مغرب فیروزوالا
مقرر	ندیم بیگ مرزا نائب ناظم حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن
صدارت	ڈاکٹر عبد الخالق نائب امیر تنظیم اسلامی

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی

26راپریل	بروز بدھ بعد نماز عشاء مون مارکیٹ نزد نرالا سویٹ
مقرر	پروفیسر فیاض حکیم صدارت ڈاکٹر عبد الخالق

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی

27راپریل	بروز جمعرات بعد نماز مغرب والٹن ٹریننگ سکول
مقرر	حافظ محمد اقبال صدارت ڈاکٹر عبد الخالق

تنظیم اسلامی لاہور وسطی

29راپریل	بروز ہفتہ بعد نماز مغرب بالمقابل کمہوری ہسو سکول نزد نشاط بیکری اندرون بھاٹی گیٹ
مقرر	رحمت اللہ بٹر صدارت ڈاکٹر عبد الخالق

تنظیم اسلامی لاہور شرقی

30راپریل	بروز اتوار بعد نماز مغرب بوہڑ والا چوک ٹاؤن شپ
صدارت	ڈاکٹر عبد الخالق

اعتذار

شمارہ نمبر ۱۴' ۱۲ تا ۱۸ اپریل میں "اسرہ سرگودھا کی دعوتی سرگرمیاں" کے عنوان سے شائع ہونے والی رپورٹ میں کچھ سہو ہو گیا تھا۔ تنظیم الاخوان کے نئے دفتر کا افتتاح سرگودھا میں ہوا تھا' جو تنظیم اسلامی سرگودھا کے دفتر کے ساتھ ملحق ہے مگر شائع شدہ رپورٹ میں فیصل آباد لکھا گیا تھا۔ اسی طرح محمد رشید عمر کی سید عطاء المحسن بخاری کے ساتھ ملاقات کا ذکر ہوا تھا مگر یہ ملاقات چودھری محمد ریاض کی ہوئی تھی نہ کہ محمد رشید عمر کی۔

ملک کی تمام جامعات میں قرآن فیکلٹی قائم کرنے کا فیصلہ لائق تحسین ہے۔ سید نسیم الدین

کراچی (پ ر) تنظیم اسلامی خلقہ سندھ وبلوچستان کے ناظم محمد نسیم الدین نے حکومت کے اس فیصلے کو سراہا ہے جس کے تحت ملک کی تمام جامعات میں قرآن فیکلٹی قائم کی جائے گی۔

بقیہ ڈاکٹر اسرار احمد

کی نقالی کرنا چاہتے ہیں جو کسی نہ کسی صورت میں مغرب کے Paid یا Unpaid ایجنٹ ہیں۔ اسی طرح جو لوگ باہر بیٹھے ہیں' وہ بھی اسلام سے خائف ہیں اور اسلام کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اسلام کو ایک مذہب کی حیثیت سے تو قبول کرنے کو تیار ہیں لیکن اسے دین اور ایک نظام کی حیثیت سے قبول کرنے کو تیار نہیں۔ یہ ساری چیزیں قابل افسوس ہیں' ان کی جس قدر مذمت کی جائے وہ کم ہے۔

خبریں : توہین رسالتؐ کے ملزمان پر اگر جرم ثابت ہو جائے تو وہ واقعی ناقابل معافی ہیں لیکن جو لوگ ارشادات نبویؐ پر عمل نہیں کرتے' جھوٹ بولتے ہیں' ملاوٹ' دھوکہ دہی کے مرتکب ہوتے ہیں' کیا ان کے لئے اسلام میں کوئی سزا نہیں؟

جواب : ایک اخلاقی تعلیم ہوتی ہے اور ایک قانونی تعلیم ہوتی ہے' ان دونوں میں ہمیشہ فرق رہتا ہے مثلاً بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں جنہیں آپ قابل دست اندازی پولیس قرار دیتے ہیں مگر بعض اخلاقی جرائم ہوتے ہیں جو قابل دست اندازی پولیس نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر آپ نے کسی کی غیبت کی' کسی مسلمان بھائی کی اس کی پیٹھ پیچھے برائی کی۔ اب اخلاقی طور پر یہ اتنا بڑا جرم ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ یہ مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے مگر یہ جرم قابل دست اندازی پولیس نہیں' نہ ہی اس پر کوئی حد لاگو ہوتی ہے لیکن اگر کسی کو قتل وغیرہ کیا ہے یا کوئی سنگین جرم کیا ہے تو ظاہر ہے اس کے لئے تعزیر بھی ہوگی اور سزا بھی ہوگی۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی معاملہ میں گمراہ ہونا فکری اعتبار سے اور بات ہے مگر قانون کی گرفت میں آ جانا بالکل دوسری بات ہے۔ جہاں تک توہین رسالتؐ کا معاملہ ہے' وہ تو ایک قانونی مسئلہ ہے لیکن جو کچھ ہم عملاً کر رہے ہیں اگر اسے اسلام کی اصل تعلیمات کے اعتبار سے دیکھیں تو وہ کفر ہے۔ توہین رسالتؐ تو بعد میں آئے گا لیکن اللہ کے خلاف ہم جو بغاوت کر رہے ہیں' اس کا بھی تو ہمیں جواب دینا ہے۔ آپ دیکھئے کہ اس وقت پورا ملک سودی نظام پر چل رہا ہے' ایک طرح سے ہم اللہ کے خلاف تو اعلان جنگ کئے بیٹھے ہیں۔ اگر اس کے اوپر آپ قانونی فتویٰ لگانا شروع کریں تو نہ میں مسلمان رہا اور نہ آپ مسلمان رہے لیکن یہ کہ قانون کا معاملہ علیحدہ ہے اور اخلاقیات کا معاملہ علیحدہ ہے۔

خبریں : ہمارے ہاں جو مذہبی جماعتیں ہر وقت اسلام کا پرچار کرتی رہتی ہیں اور لوگوں کو اللہ کی رسی مضبوطی سے تھامے رہنے کا درس دیتی ہیں۔ ان کا اپنا حال یہ ہے کہ کبھی انہوں نے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا بھی گوارہ نہیں کی' آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب : میرے نزدیک اس کا اصل سبب یہ ہے کہ قوم کی اکثریت دین کی حقیقت سے نابلد ہے عملاً بھی اور ذہناً بھی۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ تمہارے اپنے اعمال تم پر حاوی ہو جاتے ہیں' جیسے تم خود ہو گے ویسے ہی تمہارے اوپر حکمران آ جائیں گے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ حکمران بھی ہمارے ہی معاشرے کی تصویر ہوتے ہیں۔ اس سیاق و سباق میں اگر ہم دیکھیں تو آپ بھی محسوس کریں گے کہ ہمارا جو دین کا تصور ہے' وہ پچھلے کافی عرصہ سے دین سے ہٹ کر مذہب پر آ گیا ہے۔ اس وقت اسلام عقائد اور عبادات کا مجموعہ ہے۔ یہ درست ہے کہ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں' روزہ بھی رکھتے ہیں' سنتوں کا اتباع بھی شروع کر دیا' داڑھی وغیرہ بھی رکھ لی لیکن اس سے آگے جو سسٹم آف سوشل جسٹس ہے جو کہ اسلام کا اصل مرکزی نقطہ ہے' وہ تو کسی کے پاس ہے ہی نہیں۔ اس حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ اس ملک میں جو بیماری ہے' وہ اشخاص کے حوالے سے نہیں بلکہ یہ ایک اجتماعی بیماری ہے۔ اس کی مثال میں یوں دوں گا کہ جس کے جسم پر پھوڑا وغیرہ نکل آتا ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے جسم کے اندر خون خراب ہے' ایسے پھوڑے سیاسی قیادت میں بھی ہیں۔ ہمارے ہاں جو بیشتر مذہبی قیادت ہے' وہ فرقہ واریت کو ہوا دے رہی ہے بلکہ میں یہ صاف کہتا ہوں کہ ایک مذہبی ٹریڈ یونینسٹ کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

خبریں : اس ملک میں سب سے زیادہ فوج نے حکومت کی' کیا وجہ ہے کہ ہمارے ہاں سیاسی عمل اور جمہوریت کو خود جمہوریت کے ٹھیکیدار ہی ناکام بنا رہے ہیں؟

جواب : میرے نزدیک ان ساری خرابیوں کا سبب یہ ہے کہ پاکستان جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا اس مقصد کی طرف پیش قدمی نہیں ہوئی۔ اب جہاں خلا ہوتا ہے تو وہاں ہوا کا دباؤ کم ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں آندھیاں اور طوفان آتے ہیں۔ ایسا اس لئے ہوا ہے کہ اسلام کے بغیر اس ملک کا کوئی جواز ہی نہیں۔ ہمارا نعرہ تو یہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ لیکن چونکہ ہم نے اس طرف پیش قدمی نہیں کی اس لئے ہمارے اوپر ساری لعنتیں اللہ کی طرف سے ایک سزا کے طور پر آ رہی ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ اس کے اضافی عوامل کیا ہیں آخر اس مملکت خداداد میں اسلام کیوں نہیں آیا سب سے پہلے تو یہ ہے کہ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے تو اس سے توقع ہی نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ یہاں اسلام لائے گی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ مذہبی جماعت نہیں تھی نہ اس کی قیادت دینی تھی۔ مسلم لیگ نے کبھی ایسا دعویٰ بھی نہیں کیا۔ مسلم لیگ نے ایک ہی مشن دیا تھا کہ پاکستان بنانا ہے اور بالآخر پاکستان بنانے میں وہ کامیاب ہو گئی' ہم سرخرو ہو گئے' ہم قائداعظم کے بہت ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمیں ایک ملک لے کر دیا۔ یہ تو ان کا کام تھا جبکہ آگے کام رجال دین کا تھا مگر ہمارے ملک کے اندر جو دینی جماعتیں تھی' انہوں نے بالکل غلط رخ اختیار کر لیا۔ میرے نزدیک ہمارے ہاں اسلام کے نہ آنے کا سب سے بڑا جرم ان مذہبی جماعتوں نے کیا کہ جنہوں نے انتخابی سیاست اور "پاور پالیٹکس" کے میدان کو اپنی جولان گاہ بنا لیا۔ انہوں نے اس کام میں اپنی قوتیں' توانائیاں اور صلاحیتیں ضائع کر دیں اس کی وجہ سے یہ سارا معاملہ ہوا۔ یوں جب مذہب کے نام سے سیاست شروع ہوئی تو فرقہ واریت کو بھی اسی سے فروغ ملا۔ میں نے کہا ایک اسلام میرا اور ایک اسلام آپ کا ہے' اگر آپ کو ووٹ ملے گا تو مجھے ووٹ نہیں ملے گا۔ ظاہر بات ہے میں اپنے اسلام کو آپ سے علیحدہ کر کے پیش کروں گا' تب ہی تو مجھے ووٹ ملے گا۔ میں کہوں گا ان کا اسلام جھوٹا ہے' میرا اسلام سچا ہے اس لئے مجھے ووٹ دو۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کچھ اس طریقے سے ہمارے ملک میں فرقہ واریت کو ہوا ملی ہے۔

آپ کو یاد ہو گا کہ جب قرارداد مقاصد پیش ہوئی تھی تو اس وقت ملک میں ابھی کوئی الیکشن نہیں ہوئے تھے اس لئے لوگوں نے قرارداد مقاصد کی تائید کی۔ مولانا مودودی اس مطالبے کو لے کر اٹھے تھے' اس قرارداد کو سبھی نے سپورٹ کیا۔ ایسا اس لئے ہوا کہ یہ "نان پارٹی اشو" تھا۔ تحریک پاکستان اس لئے کامیاب ہوئی تھی کہ اس میں شیعہ' سنی' بریلوی اور دیوبندی وغیرہ سب مل کر چلے تھے۔ ان میں اہل حدیث بھی تھے اور جماعت اسلامی بھی تھی۔ انہی میں ۳۱ علماء کے ۲۲ نکات بھی شامل تھے مگر جب الیکشن کے دھندے شروع ہوئے اور انہوں نے سیاسی میدان لگائے تو یہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہونے لگے یوں فرقہ واریت کا آغاز ہو گیا۔

خبریں : مذہب کی راہ سے ہٹنے والے مذہبی لیڈروں کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے بطور مذہبی سکالر آپ کے پاس کیا تجاویز ہیں؟

جواب : یہ یاد رکھئے کہ فرقہ واریت اسلام کو لانے یا اسلامی نظام قائم کرنے کا راستہ ہرگز نہیں' دہشت گردی سے کبھی اسلام نہیں آتا۔ قابل افسوس بات یہ ہے کہ ابھی تک ہمارے ملک میں کسی نے احیائی تحریک کا سلسلہ شروع نہیں کیا' ہمارے ملک کی بعض دینی اور مذہبی جماعتوں نے اپنے کارکنوں کو لڑنے کی ٹریننگ دلوائی ہے جس کی بناء پر وہ جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر میں حصہ بھی لے رہے ہیں مگر کسی بھی وقت اس پر فرسٹریشن کا دورہ اتنا شدید ہو سکتا ہے کہ وہ قیادت سے باغی ہو کر خود دہشت گردی کے راستے پر چل نکلیں لیکن الحمدللہ کہ ابھی ایسا نہیں ہوا۔ میں نے ابھی پریشر گروپ کی صورت میں جماعت بنانے کی جو بات کی ہے تو وہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہو گی جو اپنی ذات' اپنے گھر کی حد تک' اپنی معیشت اور اپنی معاشرت میں اسلام کے پابند ہوں۔ اس کے بعد یہ سب لوگ جمع ہوں اور ایک قوت کے تحت سر پر کفن باندھ کر نکلیں کہ بقول شاعر۔

مرنے کو شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

میں سمجھتا ہوں کہ اس انداز میں عمل ہونا چاہئے۔

خبریں : ابھی آپ نے دینی جماعتوں کی بات کی' کل ہی مولانا شاہ احمد نورانی کی سربراہی میں ایک دینی کونسل کا قیام عمل میں آیا ہے جس میں مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام نے شرکت کی' کیا آپ کو اس میں شرکت کی دعوت نہیں ملی؟

جواب : مولانا سمیع الحق نے ایک بار مجھے اسلام آباد ہوٹل میں بلایا تھا مگر میں وہاں نہیں گیا تھا۔ میرا ان حضرات خاص طور پر مولانا سمیع الحق اور جماعت اسلامی سے رابطہ رہا ہے' ہم متحدہ شریعت محاذ میں بھی شریک ہوئے تھے پہلے تو یہ طے کیا گیا کہ اگر ۲۷ رمضان المبارک تک اسمبلی نے شریعت بل پاس نہ کیا تو سب کے سب سینٹ اور اسمبلی سے مستعفی ہو جائیں گے مگر ہوا یہ کہ رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی سب مکر گئے اور واپس چلے گئے۔ میں یہ برملا کہوں گا کہ ان حضرات کو اپنی سیٹیں اور حیثیتیں زیادہ پسند ہیں۔ اس سے پہلے اسلام آباد میں مولانا سمیع الحق سے میری جو ملاقات ہوئی تھی میں نے انہیں یہی کہا تھا کہ پہلے استعفیٰ دیجئے اور میدان میں آئیے' اگر آپ غیر انتخابی سیاست کے ساتھ نہیں چلنا چاہتے تو میں بھی آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا' شاید یہی وجہ ہے کہ اس مرتبہ انہوں نے مجھے دعوت ہی نہیں دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کے ذریعے سے قومی یکجہتی پیدا ہو جائے اور تلخی میں کسی حد تک کمی ہو جائے تو یہ بڑی خوش آئند بات ہوگی۔ ضروری نہیں کہ ہر شخص کا نام وہاں لکھا ہو۔ ہمیں تو صرف کام سے غرض ہے۔

خبریں : آپ نے اپنے اسلامی مشن کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی موجودہ حکمت عملی کو تبدیل کیا ہے یا اسی رفتار سے آگے بڑھ رہے ہیں؟

جواب : ہم اپنے طے شدہ راستے پر چلتے رہیں گے اگر عوام ہماری طرف رجوع نہیں کرتے تو ہم بری الذمہ ہیں۔ آپ اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھیں بہت سے نبی ایسے گزرے ہیں کہ کسی نے ان کی بات نہیں سنی' تو کیا وہ ناکام ہو گئے؟ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کا معاملہ یہ تھا کہ دس برس میں بمشکل سوا سو آدمی آپ کی طرف آئے تھے مگر اگلے دس برس میں انقلاب مکمل ہو گیا۔

خبریں : پچھلے دنوں سننے میں آیا تھا کہ جماعت اسلامی کی قیادت شاید آپ کو ملنے والی ہے' اس پر کچھ تبصرہ فرمائیں گے؟

جواب : ایسی کوئی بات نہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں کبھی مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا' بلکہ میری طرف سے انہیں ہمیشہ یہ Standing offer رہی ہے کہ جماعت اسلامی اگر الیکشن کے راستے کو چھوڑ دے تو میں حاضر ہوں۔ میں ان میں شریک ہو جاؤں گا کیونکہ جہاں تک ان کے مقصد کا تعلق ہے تو مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مجھے صرف طریقہ کار کے اختلاف ہے۔ میں جماعت اسلامی سے طریقہ کار کے اختلاف پر الگ ہوا تھا۔

خبریں : ڈاکٹر صاحب یہ کیا وجہ ہے کہ جب بھی پیپلز پارٹی اقتدار میں آتی ہے بعض حلقے یہ تاثر دیتے ہیں کہ ان کے دور میں اخلاقی بے راہروی اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب : آپ اس معاملے کو خاص طور پر پی پی پی سے وابستہ کر رہے ہیں' میرے نزدیک تو سابق یا موجودہ حکومت کی پالیسی میں اس حوالے سے کوئی خاص فرق نہیں ہے' مثلاً اس سے پہلے آئی جے آئی کی حکومت تھی' اس میں کیا تھا۔ بات صرف اتنی ہے کہ کسی حکومت میں کوئی چیز ڈھکی چھپی ہوتی ہے اور کسی حکومت میں زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ وہی ان کا کلچر' وہی تہذیب' وہی اصول اور وہی رہن سہن ہے' وہی لباس اور وہی وضع قطع۔ آخر کس چیز کا فرق ہے۔ وہی سود ہے وہی زمینداریاں ہیں۔ آپ دونوں حکومتوں کا موازنہ کرنے چلے ہیں تو میاں نواز شریف نے اتنی بڑی غلطی کی کہ شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل کرنے چلے گئے۔ وہ ان سے وقت مانگ لیتے' کہتے کہ ہمیں اتنا بڑا کام کرنے کے لئے سال دو سال اور دے دیں۔ اس دوران وہ کوئی تجربہ کرتے اگر تجربہ ناکام رہتا تو پوری دنیا سے مسلمان اکانومسٹ بلوا کر ان سے مشورہ کرتے اور انہیں کہتے کہ ہماری کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے۔ آپ کے پاس اس کا کوئی حل ہے۔ کچھ تو بات ہوتی۔ پہلے میاں صاحب کہتے رہے کہ ہم اپیل نہیں کریں گے اور بعد میں کر دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بھی اپیل مجبوراً کی کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ امریکہ کسی صورت میں بھی اس کو گوارہ نہیں کرے گا۔ دراصل "ہم بھی ہیں سرکار کے" والی بات ہے' کسی وقت سرکار کی نظر میں کوئی چڑھ جاتا ہے' "پی جسے چاہے وہی سہاگن" لیکن میں پھر اپنی بات دہراؤں گا کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں کی حکومتوں میں کوئی فرق نہیں۔ میرے خیال میں آپ زیادہ سے زیادہ انیس بیس کا فرق کہہ سکتے ہیں' یا کچھ صاف ظاہر اور کچھ ڈھکے چھپے کا فرق کہہ دیجئے۔

خبریں : ابھی آپ نے فرمایا کہ جو زمینداریاں اور جاگیرداریاں بے نظیر حکومت میں قائم ہیں وہی نواز دور میں بھی قائم تھیں' کیا فیوڈل سسٹم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے آپ کے پاس قرآن و سنت کی روشنی میں کوئی حل ہے؟

جواب : میرے نزدیک اسلام کا معاملہ یہ ہے کہ اگر کوئی شے کسی کی ملکیت نہیں ہے تو آپ اس سے وہ چیز لے نہیں سکتے' جب تک آپ ثابت نہ کر دیں کہ یہ آپ کی ملکیت نہیں ہے۔ آپ کا اس پر قبضہ ناجائز ہے' اگر آپ ثابت نہیں کر سکتے تو قبضہ ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ چیز اس کی ہے' یہی وجہ ہے کہ شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ کی شریعت بینچ کا یہ فیصلہ آ گیا کہ کسی کی وئی زمین نہیں لی جا سکتی۔ انہوں نے صرف یہ Exempt کیا کہ پہلے جو گیا' سو ہو گیا مگر ہوا کیا کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس فیصلے نے آئندہ کے لئے الٹا راستہ بند کر دیا ہے۔ ایک طرف تو یہ صورت حال ہے جبکہ دوسری طرف جو مذہبی جماعتیں ہیں وہ خاموش ہیں انہیں بھی کھل کر اپنا موقف پیش کرنا چاہئے۔ اصل مسئلہ میرے نزدیک یہ ہے کہ پاکستان کی زمینیں خراجی ہیں خراجی زمینیں ان ملکوں کی ہیں کہ جن کو کسی زمانے میں مسلمانوں نے بزور شمشیر ختم کیا تھا' جہاں کے مسلمان بغیر فتح کئے ہوئے از خود اسلام لے آئے تھے' ان کی زمینیں ان کی ملکیت ہیں' ان کو کہتے ہیں عشری زمینیں۔ جیسا کہ مسلمان اپنے مال میں زکوٰۃ دیتا ہے' اور جو فتح کی گئی ہیں وہ در حقیقت ایک طرح کا مال غنیمت تھا' وہ مال غنیمت افراد کو نہیں دیا گیا' بلکہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں طے کیا گیا تھا کہ وہ زمینیں مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت رہیں گی۔ خلاصہ یہ کہ خراجی زمینیں کسی کی ملکیت نہیں ہوتیں۔ وہ امت کی مجموعی ملکیت ہوتی ہیں' لہٰذا اس میں از سر نو کوئی نیا بندوبست کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہئے۔

میں اپنی بات پھر دہراؤں گا کہ جب تک اس ملک سے فیوڈل سسٹم کی لعنت ختم نہیں ہو گی کوئی چیز یہاں وجود میں نہیں آ سکتی۔ میرے نزدیک پاکستان اور بھارت میں Stability کا جو فرق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بھارت نے آزادی کے فوراً بعد سب سے پہلے دو کام کئے' یعنی ایک تو انہوں نے جلد از جلد دستور بنایا اور دوسرا کام یہ کیا کہ جاگیرداری کو ختم کر دیا' وہاں سرمایہ کاری کی لعنت تو ہے جو کہ ہمارے ہاں بھی ہے مگر جاگیرداری کی لعنت نہیں ہے در حقیقت جاگیرداری کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے ہمارے پاس جو آلہ ہے وہ خراجی زمینوں کا مسئلہ ہے' اس پر ایک لینڈ کمیشن بٹھایا جانا چاہئے۔ یہ تجویز میں نے ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ میں بھی پیش کی تھی کہ آپ ایک لینڈ کمیشن بٹھائیں جو کہ بندوبست اراضی کے ماہرین پر مشتمل ہو اور اس میں جید علمائے کرام کو بھی شامل کریں' پھر دیکھیں کہ زمینوں کی اصل نوعیت کیا ہے کہ آیا ہم اصلاح کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے' یہ کام اگر نہیں ہو گا تو ملک کی سیاست میں استحکام نہیں آ سکتا۔

خبریں : آج دینی مدرسوں کی چھان بین کی باتیں ہو رہی ہیں جس پر بعض مذہبی شخصیات نے احتجاج بھی کیا ہے کہ حکومت چوروں' سمگلروں اور ڈاکوؤں کو چھوڑ کر دینی مدرسوں کے پیچھے پڑ گئی ہے جو ایک طرح سے اسلام کو رسوا کرنے کے مترادف ہے' آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب : جو بات آپ کہہ رہے ہیں کہ فلاں کو چھوڑ دیا یا فلاں کو پکڑ لیا یا فلاں کی چھان بین شروع ہو گئی اب ظاہر بات ہے کہ اگر غلط افراد کو چھوڑا گیا تو وہ غلط ہوا' غلط آدمی کو اس لئے چھوڑا گیا کہ ان کے کچھ اپنے مفادات ہیں جو سمگلر ہیں وہ ان کے پارٹی سپورٹرز ہیں جو ان کو فنڈز اور دوسری سپورٹ دیتے ہیں ان پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ تاہم دینی مدرسوں کے بارے میں چھان بین کا جو فیصلہ کیا گیا ہے تو میرا خیال ہے حکومت اس قسم کی جراءت نہیں کرے گی کیونکہ حکومت کو ہر وقت علماء کی سپورٹ کی ضرورت رہتی ہے' کوئی نہ کوئی گروپ تو حکومت وقت کے ساتھ ہوتا ہی ہے۔ اس وقت مولانا فضل الرحمٰن کا گروپ ان کے ساتھ ہے اور ایسے بہت سے مدارس ہیں جو ان کے حلقہ اثر میں ہیں۔ اب ظاہر ہے جو سپاہ صحابہ ہے وہ بھی دیوبندی مکتبہ فکر کی جماعت ہے پھر آپ یہ دیکھیں کہ جو تحریک جعفریہ ہے تو اس کی بھی ایک سیاسی حیثیت اور سیاسی اہمیت ہے۔ میں نے سنا ہے کہ شمالی علاقوں میں حکومت کے ساتھ ان کا اتحاد بھی ہے گویا وہ بھی ان کی ایک اتحادی پارٹی ہے باقی جہاں تک مذہبی اداروں کے مالی معاملات کی چھان بین کا تعلق ہے تو میں اس کا مخالف نہیں ہوں۔ چھان بین ہونی چاہئے' احتساب سب کا ہونا چاہئے حکومت کا حامی یا مخالف

ہو

تحریکِ خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ

ندائے خلافت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ـــ 9184
شمارہ ـــ 18
جلد ـــ 4
مقام اشاعت : K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
مطبع مکتبہ جدید پریس لاہور

مدیر: اقتدار احمد
نائب مدیر: نعیم اختر عدنان
ترتیب و تزئین: غازی محمد وقاص
رابطہ آفس: A-67 گڑھی شاہو لاہور
فون: 6305110 - 6316638

بقیہ انٹرویو

الیکشن کے ذریعے نظام میں تبدیلی ممکن نہیں

سندھ میں جو مہاجر برادری ہے اسے جو احساس محرومی ہے' اگر ہم نے اس کی جڑ کا علاج نہ کیا تو اس وقت تک کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا' بلکہ بیرونی قوتیں ممکن ہے کراچی کو علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں' یا اسے ہانگ کانگ بنالیں۔ کیونکہ اس وقت صورتحال خطرناک درجے تک پہنچ چکی ہے' جیسا کہ (ریٹائرڈ) ایئر مارشل اصغر خان نے بھی کہا ہے کہ ہماری (Sovereignty) کہاں گئی؟ اب آپ دیکھئے کہ ہم اپنے ملک میں دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے امریکہ سے مدد مانگ رہے ہیں اور وہاں کے لوگ یہاں آکر Criminal تحقیقات کر رہے ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اگر پاکستان میں امریکہ کا بندہ مارا گیا ہے' تو یہاں امریکہ کا قانون لاگو ہو گا' پاکستان کا قانون لاگو نہیں ہو گا۔ اس حوالے سے اگر دیکھیں تو اس Process کا آغاز تو ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس بیماری کا ایک ہی لازمی اور فوری حل ہے . . . . اور وہ یہ ہے کہ پاکستان میں صوبوں کو چھوٹا کر کے تقسیم کر دیا جائے۔ سندھ کے کم از کم تین صوبے بنائے جائیں' پنجاب کے کم از کم تین ورنہ دو پنجاب صوبے بنائے جائیں۔ اس طرح صوبوں کی چھوٹی انتظامیہ کو چلانا بھی آسان ہو گا اور اس علاقے کے اندر جن لوگوں کی اکثریت ہو گی۔ وہ کم از کم اپنی جگہ پر خود کو مطمئن محسوس کریں گے اور سمجھیں گے کہ یہاں کے سیاسی معاملات اب ان کے ہاتھ میں ہیں۔

خبریں : ایک تاثر یہ ہے کہ ایم کیو ایم کے بعض لیڈرز انتہا پسند ہیں۔ سب سے پہلے جب کراچی میں انہوں نے بلدیہ کے انتخابات جیتے تو انہوں نے حکومت سے جائز و ناجائز مطالبات شروع کر دیئے تھے؟

جواب : انہوں نے صرف دو مطالبات کئے تھے' ایک تو یہ کہ وہاں کا جو ٹریفک ایڈمنسٹریشن ہے' وہ ہمارے حوالے کر دو اور دوسرا یہ کہ یہاں کی لوکل پولیس ہمارے کنٹرول میں دے دو۔ اگر ایسا کر دیا جاتا تو مسئلہ کب کا حل ہو چکا ہوتا' مگر ایسا نہیں ہوا' کیونکہ یہاں تو کسی نہ کسی طرح دائیں بائیں کر کے اپنی حکومت بنانے یا دوسروں کی حکومت گرانے کے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ ان دو مقاصد کے علاوہ حکومت کے سامنے کوئی تیسرا مقصد ہی نہیں ہوتا لیکن اب جس قسم کی سنگین صورتحال درپیش ہے اور دہشت گردی کی انتہا ہو گئی ہے' سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں کہ سندھ کے تین صوبے ہوں۔ یہ بات صرف میں نہیں' بلکہ ہر محب وطن کہتا ہے۔ ضیاء الحق نے بھی یہی بات کہی تھی۔ اس سلسلے میں آپ افغانستان کی مثال لیجئے افغانستان کی صرف دو کروڑ آبادی ہے مگر وہاں پچاس صوبے ہیں' جبکہ ہماری دس کروڑ کی آبادی اور ہم چار صوبے لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں بھارت کی مثال بھی اپنے سامنے رکھنی چاہئے' جہاں ہر زبان کو فروغ پانے کا موقع ملتا ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں پنجابی کو فروغ ملے۔ سرائیکی' پشتو اور سندھی زبان بھی ترقی کرے۔ ہمارے نزدیک سوائے عربی زبان کے کوئی بھی زبان مقدس نہیں ہے۔ عربی کو اپنایا جائے یا کم از کم یہ طے کر دیا جائے کہ مستقبل میں ہماری سرکاری زبان عربی ہو گی' تاکہ اس کی تعلیم ابھی سے پہلی جماعت سے ہی لازمی کر دی جائے۔ یوں اردو اور سندھی کا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ ورنہ ہم نے تو اب تک اردو کو ہی اپنا رکھا ہے' جبکہ حقیقت میں انگریزی چل رہی ہے۔ اس کا بھی حل یہی ہے کہ زیادہ صوبے بنائے جائیں۔ اگر صوبے نہیں بنے تو یہ ملک ٹوٹ جائے گا۔ زیادہ صوبے بنانے کا فائدہ یہ بھی ہو گا کہ جو دہشت گردی ہو رہی ہے اس پر بھی قابو پایا جا سکے گا۔

خبریں : کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایم کیو ایم کے رہنما الطاف حسین سے حکومت کو مذاکرات کرنے چاہئیں؟

جواب : میں ان لوگوں کی بات کو بہت معقول سمجھتا ہوں' جو یہ سوچ رکھتے ہیں کہ الطاف حسین سے مذاکرات ہونے چاہئیں۔ میرے نزدیک یہ وہی معاملہ ہے جیسا کہ "اگر تلہ" کیس ہوا تھا۔ میرا یہ موقف ہے کہ اگر الطاف حسین مجرم ہے تو اسے پکڑ کر لاؤ۔ بھئی اگر تم امریکہ کو اپنے مجرم دے سکتے ہو تو وہاں سے اپنے مجرم کیوں نہیں بلا سکتے۔ ان کو بلاؤ اور ان پر مقدمہ چلاؤ۔ اگر وہ مجرم ہے تو اسے سزا دو لیکن اگر مجرم نہیں ہے تو اس سے مذاکرات کرنے کو تیار ہوں لیکن بات پھر وہی ہے کہ جس وجہ سے یہ سارا تنازعہ کھڑا ہوا ہے۔ ایم کیو ایم کا احساس محرومی پہلے ہمیں ختم کرنا چاہئے مگر یہ سب کچھ صرف اسی صورت میں ہو گا کہ چھوٹے چھوٹے صوبے بنائے جائیں' عوام کے اندر جو بے چینی اور بے اطمینانی ہے وہ ختم کی جائے۔

ایک تو اس مسئلے کا یہ حل ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں ساری بیماریاں صرف اس وجہ سے ہیں کہ یہ ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا مگر اسلام نافذ نہیں کیا گیا۔ اس ضمن میں ہمارے ملک میں جو احیائی تحریکیں ہیں میں ان کو بھی وہی راستہ دکھا رہا ہوں جو میں نے بین الاقوامی سطح پر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ یعنی یہ مسئلہ نہ تو دہشت گردی سے ختم ہو گا اور نہ کسی اور طریقے سے ہو گا' بلکہ یہ اسلام کی راہ اپنانے سے حل ہو گا۔ چنانچہ اس کا حل تلاش کیا جانا چاہئے۔ یہ کام میں نے شروع کیا ہے۔ اگر ہمارے شیعہ بھائی اس ملک کے اندر وہی پوزیشن قبول کر لیں جو ایران میں انہوں نے سنیوں کو دی ہے تو پھر یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس کے لئے میں اپنی صلاحیتوں کے مطابق کوشش کر رہا ہوں۔ اس سلسلے میں ساجد نقوی سے ۲۸ مارچ کو میری ملاقات بھی ہوئی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر ہمارا بھارت کے ساتھ جو تنازعہ ہے اس کو ختم کرنے کے لئے ہمیں بھارت سے براہ راست مذاکرات کرنے چاہئیں۔ اس میں ایران اور چین کے اثر و رسوخ کو جہاں تک ہو سکے استعمال کیا جائے لیکن اگر مسئلہ ہم نے یو این او کی وساطت سے حل کروانے کی کوشش کی تو یہ مت بھولئے کہ یو این او امریکہ کا دوسرا ہاتھ ہے اور جب یہ معاملہ اقوام متحدہ کے ذریعے ہو گا تو ظاہر ہے امریکہ کی منشاء کے مطابق ہو گا۔ دراصل امریکہ ایشیا میں دوسرا اسرائیل بنانا چاہتا ہے جہاں سے وہ ترکستان' افغانستان' پاکستان اور بھارت کو کنٹرول کر سکے۔ اس وقت امریکہ کی خود اپنی نظریں کشمیر پر لگی ہیں۔ اس لئے یہ تنازعہ یو این او کے ذریعے حل کرانے کی کوشش کی گئی تو پھر خود مختار کشمیر کا مسئلہ بن جائے گا اس کے برعکس اگر ہم کوئی اور راستہ تلاش کریں جس میں بھارت سے براہ راست مذاکرات ہوں اور ایران و چین کے اثر و رسوخ کو بھی استعمال کیا جائے تو اس طرح بھارت کی طرف سے پاکستان میں دہشت گردی کی کارروائیوں میں کمی آجائے گی۔

خبریں : آپ نے ابھی فرمایا کہ انتخابی سیاست سے کوئی انقلاب نہیں آتا' آپ کی جماعت تو ہمیشہ ہی انتخابی سیاست سے دور رہی ہے' میں یہ جاننا چاہوں گا کہ تنظیم اسلامی کی اب تک کیا کارکردگی رہی' وہ کونسا انقلاب لے آئی ہے؟

جواب : میری طرف عوام کا رجوع ابھی بہت محدود پیمانے پر ہوا ہے۔ اسے میں اپنی کوتاہی بھی سمجھتا ہوں یا پھر لوگوں کی فہم و فراست کی کمی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ درمیان میں کوئی ایسا خلا ضرور ہے کہ میری بات پوری طرح ان کی سمجھ میں نہیں آتی لیکن چونکہ راستہ یہی صحیح ہے جو میں نے اپنایا ہوا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میں صحیح سمت میں جا رہا ہوں۔ میرے سامنے راستہ یہ ہے کہ ایک ایسی عوامی تحریک چلائی جائے جس کے پیچھے ایک ایسی مضبوط تنظیم اور ایک مضبوط جماعت ہو جو اسلام پر کاربند ہو' اس جماعت کے ارکان اپنے وجود پر اور اپنے گھر پر اسلام نافذ کر چکے ہوں۔ وہ اپنے ارادے کے اتنے مضبوط ہوں کہ ایک امیر کے حکم پر Move کریں۔ اس قسم کی جماعت میں پاکستان کے حساب سے دو لاکھ افراد ہونے چاہئیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر ایک Mass Movement شروع کی جائے' جس کا عنوان ہو "نہی عن المنکر" یعنی بدی سے روکنا۔ جو کہے کہ یہ کام غلط ہے یہ بند کرو اگر بند نہیں کرتے ہو تو ہم گھیراؤ کرتے ہیں۔ ہمارے اوپر لاٹھیاں برساؤ' گولیاں چلاؤ ہم مرنے کو تیار ہیں لیکن ہم یہ کام نہیں ہونے دیں گے۔

چنانچہ یہ کام جو کہ چیلنج کرنے والا ہے میں اسے غیر مسلح بغاوت کہتا ہوں۔ جیسا کہ کبھی گاندھی نے "نمک بناؤ" تحریک شروع کی تھی کہ نمک بناؤ یہ "پرماتما" کا سمندر ہے' پرماتما نے اس میں نمک پیدا کیا' ہم وہاں سے نمک بنانے جا رہے ہیں۔ ہم نے تو کسی کو کچھ نہیں کہا ہے۔ اس تحریک کا مطلب یہ تھا کہ گویا انہوں نے برٹش انڈیا کی ٹیکسیشن پالیسی کو چیلنج کر دیا۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ تحریکیں ہمیشہ اس انداز سے شروع کی جانی چاہیں کہ جنہیں عام لوگ آسانی سے سمجھ سکیں' بالخصوص دین کا مسئلہ تو بہت ہی اہم ہوتا ہے۔ اس میں بعض اوقات اتنی باریکیاں ہوتی ہیں کہ جلد سمجھ میں نہیں آتیں۔ وہ باریک باتیں ہم نے صرف دانشور طبقے کو سمجھائی ہیں اور پھر انہی کے تعاون سے جماعت بنائی ہے۔ یہ یاد رکھئے کہ انقلابی جماعتیں پہلے "انٹیلی جینسیا" کے حوالے سے بنتی ہیں۔ پھر یہ جماعتیں پبلک میں آکر اپنا کام شروع کرتی ہیں۔ صرف اس طریقہ سے ہم عام آدمی تک آپ اپنا پیغام پہنچا سکتے ہیں کہ یہ بات اسلام کے خلاف ہے' سود واقعی حرام ہے اور بینک حرام کے اڈے ہیں۔ اس انداز میں جب کوئی عوامی تحریک چلے گی تو وہ واقعی کامیابی سے ہمکنار ہو گی جیسا کہ خمینی نے اس دور میں کر کے دکھایا ہے۔ اس نے مسلح بغاوت نہیں کی' وہ الیکشن کے ذریعے بھی قیامت تک نہیں آ سکتا تھا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ الیکشن یا مسلح جد و جہد سے تحریکیں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتیں۔ اس کے برعکس Resistance Movement جو شروع شروع میں پریشر گروپ ہوتا ہے' وہ بعد میں Resistance Group بن جاتا ہے۔ حمید گل صاحب نے پریشر گروپ عام کر دیا ہے لیکن انہوں نے ابھی تک اسے Speel out نہیں کیا کہ یہ پریشر گروپ کس چیز کے لئے ہے حالانکہ پریشر گروپ تو کسی خاص مقصد کے لئے ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھنا ہے کہ اگر آپ کسی پر پریشر ڈالنا چاہتے ہیں تو اس کے پیچھے Cause کیا ہے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا حالانکہ

اقوام متحدہ کا ادارہ امریکہ کا دوسرا ہاتھ ہے

اس سے پہلے خبر آئی تھی کہ وہ اپنی کوئی پارٹی بنا رہے ہیں مگر انہوں نے یہ بھاری پتھر چوم کر چھوڑ دیا ہے اور آج کل پریشر گروپ کی باتیں کر رہے ہیں۔

خبریں : آپ کا کوئی ارادہ ہے پریشر گروپ بنانے کا؟

جواب : میں نہ صرف پریشر گروپ بنانے کی کوشش کر رہا ہوں بلکہ میں پریشر گروپ بناؤں گا لیکن میرا ایک خاص ہدف ہے یعنی قرآن و سنت اور اللہ کے دین کا فروغ' میں اسی کے لئے پریشر گروپ بناؤں گا لیکن ایسا پریشر گروپ بنانے اور اس میں شامل ہونے والے وہی لوگ ہونے چاہئیں جو قرآن و سنت اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکنے کی پوزیشن میں ہوں تو وہ گھر میں بیٹھیں۔ دراصل یہ ہے وہ اصل راستہ۔ باقی جہاں تک فکری اعتبار سے میری بات کا تعلق ہے تو یہ کافی آگے جا چکی ہے لیکن جماعتوں کے ساتھ لوگوں کی وابستگی ہونا ضروری ہے۔ اب میری جو جماعت ہے وہ تقریباً سترہ برس سے کام کر رہی ہے' جماعت اسلامی کو بھی ساٹھ سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ اب سنا ہے کہ نعیم صدیقی صاحب بھی ایک کنونشن کر رہے ہیں جس میں تبلیغ اور اصلاح یہ سب کچھ تو ہو گا لیکن انہیں یہ بھی بتانا چاہئے کہ آگے نظام بدلنے کے لئے وہ کیا کریں گے۔

خبریں : ایک تاثر یہ ہے کہ دہشت گردی کرنے والے جو اصل گروپ ہیں' وہ تو حکومت کے قریب ہیں۔ پھر یہ دہشت گردی کیسے ختم ہو سکتی ہے؟

جواب : یہ نہ صرف میرا بلکہ حکومت کا بھی خیال ہے کہ اس وقت جو دہشت گردی ہو رہی ہے' اس میں شیعہ سنی کا زیادہ تر کور (Cover) استعمال ہو رہا ہے مثلاً فرض کیجئے ہندوستان کا ایجنٹ کچھ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے آسان راستہ یہ ہے کہ وہ امام باڑے جا کر بم پھینک دے کیونکہ اسے پتہ ہے کہ الزام سنی پر آئے گا۔ چنانچہ میرے خیال میں یہ ایک کور (Cover) بنا ہوا ہے۔ اس طریقے سے میرے نزدیک "حقیقی" اور "الطاف گروپ" ہے' وہ بھی ایک (Cover) کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اس میں کچھ حقیقت ضرور ہے لیکن ہم سو فیصدی کا دعویٰ نہیں کر سکتے کیونکہ کسی نہ کسی درجے پر ان میں تھوڑا بہت Clash موجود تو ہے۔ اگر ایسا بالکل نہ ہو تو (Cover) کیسے بنے گا' بقول شاعر۔

کچھ تو ہوتے ہیں الفت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ دیوانہ بنا دیتے ہیں

تاہم اصل بات یہ ہے کہ پاکستان میں سب کچھ بین الاقوامی اور بھارتی دہشت گردی کروا رہی ہے لیکن کسی کے پاس یہ جانچنے کے لئے پیمانہ نہیں ہے کہ اتنے فیصد فلاں عنصر اس میں شامل ہے اور اتنے فیصد فلاں عنصر ہے۔

خبریں : پچھلے دنوں عدالت عالیہ نے توہین رسالتؐ کیس کے سلسلے میں جو فیصلہ سنایا' اس پر بعض عوامی اور مذہبی حلقوں نے خاصی تنقید کی اور کہا کہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے۔ بعض مذہبی لیڈروں نے یہ تاثر دیا کہ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ ایک عالم دین کی حیثیت سے آپ اس پر کیا تبصرہ فرمائیں گے؟

جواب : میں ان دنوں ملک سے باہر تھا' میں نے کیس کا مطالعہ ہی نہیں کیا۔ یہ تو بڑا نازک اور حساس مسئلہ ہوتا ہے۔ میں عدالتی فیصلے پر کوئی رائے بھی نہیں دینا چاہتا لیکن سوال یہ ہے کہ جرم ہوا بھی ہے یا نہیں' اس کا فیصلہ تو بہرحال عدالت کو کرنا ہے۔ بالفرض اگر حکومت نے دباؤ ڈال کر کوئی فیصلہ کروایا ہے تو اسے ہم بددیانتی اور بے ایمانی کہہ سکتے ہیں اور اگر لوگ ناجائز دباؤ ڈال کر کوئی فیصلہ لینا چاہتے ہیں تو یہ غلط ہے۔ یہ دونوں چیزیں عدالتی اصولوں کے خلاف ہیں۔ عدالت نے کیا کیا' یہ تو کوئی جاننے والا شخص ہی بتا سکتا ہے' میرے علم میں کچھ نہیں۔ انصاف کے تقاضے پورے ہوئے یا نہیں' یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔ تاہم ہمارے نبی کریمؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ "شک کا فائدہ ملزم کو پہنچے گا یعنی سو ملزم چھوٹ جائیں کوئی حرج نہیں مگر کسی بے گناہ کو سزا نہیں ملنی چاہئے۔" یہ سارے اصول جو ماڈرن جوڈیشری کے ہیں' سرور کائنات حضرت محمدؐ کے دیئے ہوئے ہیں کہ کوئی بھی یکطرفہ فیصلہ نہ ہو۔ جب تک آپ دوسری پارٹی کو نہ سن لیں' آپ کو کوئی فیصلہ نہیں دینا چاہئے۔ اسی طریقے سے یہ جو حلف ہے' وہ مدعی کے نہیں بلکہ مدعا علیہ کے حلف کا اعتبار ہو گا۔ مدعی کو اپنے دعویٰ کا ثبوت دینا پڑے گا۔ حلف کی بنیاد پر کوئی دعویٰ ثابت نہیں ہو گا۔ ہاں البتہ مدعا علیہ حلف کی بنیاد پر چھوٹ سکتا ہے۔ آپ نے توہین رسالتؐ کے جس کیس کا حوالہ دیا ہے' مجھے معلوم نہیں کہ اس معاملے میں اصل صورت کیا ہوئی لیکن اتنا میں ضرور جانتا ہوں کہ ہماری سیکولر لابی نے جس طریقے سے "بلے اپ" کیا ہے اور اسے عالمی سطح پر جو Lime Light میں لایا گیا ہے' یہ بہرحال اسلام کے خلاف ایک سازش ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اندر بھی وہ لوگ موجود ہیں جو اسلام کو پسند نہیں کرتے اور مغربی نظام

باقی صفحہ 3